سُورَةُ الغَاشِيَة

سُورَةُ الغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً
سورۂ غاشیہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چھبیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳
کچھ پہنچی تجھ کو بات اس چھپا لینے والی کی کتنے منہ اس دن ذلیل ہونیوالے ہیں محنت کرنے والے تھکے ہوئے

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا
گریں گے دہکتی ہوئی آگ میں پانی ملے گا ایک چشمے کھولتے ہوئے کا نہیں ان کے پاس کھانا مگر

مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸
جھاڑ کانٹوں والا نہ موٹا کرے اور نہ کام آئے بھوک میں کتنے منہ اس دن تروتازہ ہیں

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝۱۱ فِيْهَا
اپنی کمائی سے راضی اونچے باغ میں نہیں سنتے اسمیں بکواس اسمیں

عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۳ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۴ وَّ
ایک چشمہ ہے بہتا اسمیں تخت ہیں اونچے بچھے ہوئے اور آبخورے سامنے چنے ہوئے اور

نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۵ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۶ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ
غالیچے برابر بچھے ہوئے اور مخمل کے نہالیچے جگہ جگہ بچھے ہوئے بھلا کیا نظر نہیں کرتے اونٹوں پر

كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷ وَاِلَى السَّمَاۗءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۸ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ
کہ کیسے بنائے ہیں اور آسمان پر کہ کیسا اس کو بلند کیا ہے اور پہاڑوں پر کہ کیسے کھڑے

نُصِبَتْ ۝۱۹ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۰ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ
کردیئے ہیں اور زمین پر کہ کیسی صاف بچھائی ہے سو تو سمجھائے جا تیرا کام تو یہی

وقف لازم

مُذَكِّرٌ ۝۲۱ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝۲۲ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝۲۳ فَيُعَذِّبُهُ
سمجھانا ہے تو نہیں ان پر داروغہ مگر جس نے منہ موڑا اور منکر ہوگیا تو عذاب کرے گا

اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝۲۴ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝۲۵ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝۲۶
اس پر اللہ وہ بڑا عذاب بیشک ہمارے پاس ہے ان کو پھر آنا پھر بیشک ہمارا ذمہ ہے ان سے حساب لینا

ع ۱۲

خلاصۂ تفسیر

آپ کو اس محیط عام واقعہ کی کچھ خبر پہنچی ہے (مراد اس واقعہ سے قیامت ہے کہ تمام عالم کو اسکا اثر محیط ہوگا اور مقصود اس استفہام سے تشویق ہے جس سے کلام کے سننے کا اہتمام پیدا ہو، آگے بصورت جواب اس خبر کی تفصیل ہے یعنی) بہت سے چہرے اُس روز ذلیل اور مصیبت جھیلتے خستہ (اور درماندہ) ہونگے (اور) آتش سوزاں میں داخل ہونگے اور کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلائے جاویں گے اور ان کو بجز ایک خاردار جھاڑ کے اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا جو نہ (تو کھانے والوں کو) فربہ کریگا اور نہ (ان کی) بھوک کو دفع کریگا (یعنی نہ اسمیں غذا بننے کی صلاحیت ہے نہ بھوک رفع کرنے کی، اور مصیبت جھیلنے سے مراد حشر میں پریشان پھرنا اور دوزخ میں سلاسل اور اغلال کو لادنا، دوزخ کے پہاڑوں پر چڑھنا اور اس کے اثر سے خستگی ظاہر ہے۔ اور کھولتا ہوا چشمہ وہی جس کو دوسری آیتوں میں حمیم فرمایا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اسکا بھی چشمہ ہوگا، اور یہ فرمانا کہ اسکا طعام بجز ضریع کے اور نہ ہوگا اسکا مطلب یہ ہے کہ کوئی لذیذ کھانا نہیں ہوگا، ضریع ہی کی طرح زقوم یا غسلین کا اسکے کھانے میں شامل ہونا اسکے منافی نہیں، اور چہروں سے مراد اصحاب چہرہ ہیں یہ تو دوزخیوں کا حال ہوا، آگے اہل جنت کا حال ہے یعنی) بہت سے چہرے اُس روز بارونق اور اپنے نیک کاموں کی بدولت خوش ہونگے اور بہشت بریں میں ہونگے جن میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے (اور) اس (بہشت) میں بہتے ہوئے چشمے ہونگے (اور) اس (بہشت) میں اونچے اونچے تخت (بچھے) ہیں اور رکھے ہوئے آبخورے (موجود) ہیں (یعنی یہ سامان انکے سامنے ہی موجود ہوگا تاکہ جب پانی کو جی چاہے دیر نہ لگے) اور برابر لگے ہوئے گدے (تکیے) ہیں اور سب طرف قالین (ہی قالین) پھیلے پڑے ہیں (کہ جہاں چاہیں آرام کریں، ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا بھی نہ پڑے یہ تفصیل ہو گئی جزا کی اور ان مضامین کو سن کر جو بعضے لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں جسمیں یہ سب واقعات ہونگے تو اُن کی غلطی ہے کیونکہ) کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح (عجیب طور پر) پیدا کیا گیا ہے (کہ ہیئت اور خاصیت دونوں بہ نسبت دوسرے جانوروں کے اسمیں عجیب ہیں) اور آسمان کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح کھڑے کئے گئے اور زمین کو (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح بچھائی گئی ہے (یعنی ان چیزوں کو دیکھکر قدرت الٰہیہ پر استدلال نہیں کرتے تاکہ اسکا بعث یعنی قیامت پر قادر ہونا سمجھ لیتے اور تخصیص ان چار چیزوں کی اسلئے ہے کہ عرب کے لوگ اکثر جنگلوں میں چلتے پھرتے رہتے تھے اسوقت انکے سامنے اونٹ ہوتے تھے اور اوپر آسمان

اور نیچے زمین اور اطراف میں پہاڑ اسلئے ان علامات میں غور کرنے کیلئے ارشاد فرمایا گیا اور جب یہ لوگ باوجود قیام دلائل کے غور نہیں کرتے تو آپ بھی ان کی فکر میں زیادہ نہ پڑیئے بلکہ صرف) نصیحت کر دیا کیجئے (کیونکہ) آپ تو بس صرف نصیحت کرنیوالے ہیں اور آپ ان پر مسلط نہیں ہیں (جو زیادہ فکر میں پڑیں) ہاں مگر جو روگردانی اور کفر کریگا تو خدا اس کو (آخرت میں) بڑی سزا دیگا کیونکہ ہمارے ہی پاس اُن کا آنا ہوگا پھر ہمارا ہی کام اُن سے حساب لینا ہے (آپ زیادہ غم میں نہ پڑیئے۔)

معارف و مسائل

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ قیامت میں دو فریق مؤمن و کافر الگ الگ ہو جائینگے انکے چہرے الگ الگ پہچانے جائیں گے۔ اس آیت میں کافروں کے چہروں کا ایک حال یہ بتلایا ہے کہ وہ خاشعہ ہونگے، خشوع کے معنے جھکنے اور ذلیل ہونے کے ہیں۔ نماز میں خشوع کا بھی مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالے کے سامنے جھکنے اور ذلت و پستی کے آثار اپنے وجود پر طاری کرے۔ جن لوگوں نے دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے سامنے خشوع و تذلل اختیار نہیں کیا اس کی سزا اُن کو قیامت میں یہ ملے گی کہ وہاں انکے چہروں پر ذلت اور رُسوائی کے آثار نمایاں ہونگے۔

دوسرا اور تیسرا حال اُن کے چہروں کا یہ بیان فرمایا کہ عاملہ، ناصبہ ہونگے، عاملہ کے لفظی معنے عمل اور محنت کرنے والے کے ہیں۔ محاورات میں عامل اور عاملہ اُس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو مسلسل عمل اور محنت سے تھک کا ماندہ چُور ہو گیا ہو۔ اور ناصبہ نصب سے مشتق ہے اس کے معنے بھی تھکنے اور تعب و مشقت میں پڑ جانے کے ہیں۔ کفار و مجرمین کے یہ دو حال کہ عمل اور محنت سے تھکے درماندہ ہونگے ظاہر یہ ہے کہ یہ حال اُن کی دُنیا کا ہے کیونکہ آخرت میں تو کوئی عمل اور محنت نہیں، اسی لئے قرطبی وغیرہ مفسرین نے اسکا یہ مفہوم قرار دیا ہے کہ پہلا حال یعنی چہروں پر ذلت و رُسوائی یہ تو آخرت میں ہوگا اور عاملہ۔ ناصبہ کے دونوں حال ان لوگوں کے دُنیا ہی میں ہوتے ہیں کیونکہ بہت سے کفار فجار مشرکانہ عبادات اور باطل طریقوں میں مجاہدہ و ریاضت دُنیا میں کرتے رہتے ہیں۔ ہندوؤں کے جوگی، نصاریٰ کے راہب بہت سے ایسے بھی ہیں جو اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کی رضا جوئی کے لئے دُنیا میں عبادت و ریاضت کرتے ہیں اور اسمیں محنت شاقہ برداشت کرتے ہیں مگر وہ عبادت مشرکانہ اور باطل طریقہ پر ہونیکی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی اجر و ثواب نہیں رکھتی تو ان لوگوں کے چہرے دُنیا میں بھی عاملہ ناصبہ رہے اور آخرت میں ان پر ذلت و رُسوائی کی سیاہی چھائی ہوگی

حضرت حسن بصری رح نے روایت کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رض جب ملک شام میں تشریف لے گئے تو ایک نصرانی راہب آپ کے پاس آیا جو بوڑھا تھا اور اپنے مذہب کی عبادت و ریاضت اور مجاہدہ و محنت میں لگا ہوا تھا۔ محنت سے اسکا چہرہ بگڑا ہوا، بدن خشک لباس خستہ و بدہیئت تھا، جب فاروق اعظم رض نے اسکو دیکھا تو آپ رو پڑے لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو فاروق اعظم رض نے فرمایا کہ مجھے اس

بوڑھے کے حال پر رحم آیا کہ اس بیچارے نے ایک مقصد کے لئے بڑی محنت و جانفشانی کی مگر وہ اس مقصد یعنی رضائے الٰہی کو نہیں پا سکا اور اس پر حضرت عمر رض نے یہ آیت تلاوت فرمائی وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ (قرطبی)

نَارًا حَامِيَةً ۝ حامیہ کے لفظی معنے گرم کے ہیں اور آگ کا گرم ہونا اُس کا طبعی حال ہے پھر اسکی صفتِ خاصہ بیان کرنا یہ بتلانے کے لئے ہے کہ اس آگ کی گرمی دُنیا کی آگ کی طرح کسی وقت کم یا ختم ہونے والی نہیں بلکہ یہ حامیہ دائماً ہے۔

لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ، یعنی اہل جہنم کو کھانے کے لئے ضریع کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ ضریع دُنیا میں ایک خاص قسم کی خاردار گھاس ہے جو زمین پر پھیلتی ہے کوئی جانور اُس کے پاس نہیں جاتا بدبودار زہریلی کانٹوں والی ہے (کذا فسرہ عکرمہ و مجاہد۔ قرطبی)

جہنم میں گھاس درخت کیسے یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ گھاس درخت تو آگ سے جلجانے والی چیزیں ہیں جہنم میں یہ کیسے رہیں گی کیونکہ جس خالق و مالک نے اُن کو دُنیا میں پانی اور ہوا سے پالا ہے اسکو یہ بھی قدرت ہے کہ جہنم میں ان درختوں کی غذا آگ ہی بنادے وہ اسی سے پھلیں پھولیں۔

ایک شبہ کا جواب قرآن میں اہل جہنم کی غذا کے بارے میں مختلف چیزوں کا ذکر آیا ہے۔ یہاں ضریع انکی غذا بتلائی ہے۔ دوسری جگہ زقوم اور تیسری جگہ غسلین، تو اس آیت میں جو حصر کیساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اہل جہنم کو کوئی غذا بجز ضریع کے نہ دی جائے گی، یہ حصر بمقابلہ اُس غذا کے ہے جو کھانے کے لائق خوشگوار چیز، بدن بننے والی ہو اور ضریع بطور مثال کے لایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اہل جہنم کو کوئی کھانے کے لائق غذا نہیں ملے گی بلکہ ضریع جیسی تکلیف دہ مضر چیزیں دی جائیں گی اسلئے ضریع میں حصر مقصود نہیں بلکہ زقوم اور غسلین بھی ضریع میں شامل ہیں اور قرطبی نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ جہنم کے مختلف درکات طبقات میں انکی مختلف غذائیں ہوں۔ کہیں ضریع کہیں زقوم کہیں غسلین۔

لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ، آیتِ سابقہ میں جو اہل جہنم کی غذا ضریع بتلائی گئی ہے بعض کفارِ مکہ نے جب یہ آیت سُنی تو کہنے لگے کہ ہمارے اونٹ تو ضریع کھا کر خوب فربہ ہو جاتے ہیں اُن کے جواب میں فرمایا کہ جہنم کے ضریع کو دُنیا کے ضریع پر قیاس نہ کرو۔ وہاں کے ضریع سے نہ فربہی پیدا ہوگی اور نہ بھوک سے نجات ملے گی۔

لَا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ، یعنی جنت میں کوئی ایسا کلام ایسی بات اہل جنت کے کانوں میں نہ پڑیگی جو لغو و بیہودہ اور دلخراش ہو۔ اسمیں کلماتِ کفریہ باطلہ بھی آ گئے اور گالی گلوچ، افترا و بہتان الزام لگانا اور ایسے سب کلام آ گئے جن کو سُنکر انسان کو ایذا پہنچتی ہے۔ دوسری جگہ قرآن کریم نے اسی کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ، یعنی اہل جنت جنت میں کوئی لغو بات یا الزام

لگانے کی بات نہ سُنیں گے ۔ اسکے علاوہ بھی کئی جگہ یہ مضمون قرآن کریم میں مذکور ہے ۔

اس سے معلوم ہوا کہ الزام تراشی اور بے تکی بے ڈھنگی باتیں بڑی ایذا کی چیز ہے اسی لئے قرآن کریم نے اہل جنت کے حالات میں اہتمام سے اس کو بیان فرمایا کہ اہل جنت کے کانوں میں کبھی کوئی ایسا کلمہ نہیں پڑیگا جس سے ان کا دل بُرا اور میلا ہو ۔

بعض آداب معاشرت

وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ، اکواب، کوب کی جمع ہے، پانی پینے کے برتن کو کہا جاتا ہے جیسے آبخورے، گلاس وغیرہ اس کی صفت میں لفظ موضوعہ یعنی اپنی مقررہ جگہ پر پانی کے قریب رکھے ہوئے ہونگے ۔ یہ فرما کر آداب معاشرت کے ایک اہم باب کی تلقین فرمائی گئی ہے کہ پانی پینے کے برتن پانی کے قریب مقررہ جگہ پر رہنے چاہئیں وہاں سے ادھر اُدھر ہو جائیں اور پانی پینے کے وقت تلاش کرنا پڑے یہ ایذا و تکلیف کی چیز ہے اسلئے ہر شخص کو اسکا اہتمام چاہئیے کہ ایسی استعمالی چیزیں جو سب گھر والوں کے کام میں آتی ہیں جیسے لوٹے، گلاس، تولیہ وغیرہ ان کی جگہ مقرر رہنی چاہیئے اور استعمال کرنے کے بعد اسکو وہیں رکھنا چاہیئے تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے ۔ یہ اشارہ لفظ موضوعہ سے اس لئے نکلا کہ حق تعالیٰ نے اہل جنت کی راحت و آسائش کے لئے اس کے ذکر کا اہتمام فرمایا کہ اُنکے پانی پینے کے برتن پانی کے قریب رکھے ہوئے ملیں گے ۔

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ، الآیۃ ۔ قیامت کے احوال اور اسمیں مومن و کافر کی جزا و سزا کا بیان فرمانے کے بعد ان جاہل معاندین کی ہدایت کی طرف توجہ فرمائی جو اپنی بے وقوفی سے قیامت کا انکار اس بنا پر کرتے ہیں کہ انھیں مرنے اور مٹی ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا بہت بعید بلکہ محال نظر آتا ہے اُن کی ہدایت کے لئے حق جل شانہٗ نے اپنی قدرت کی چند نشانیوں میں غور کرنے کا ان آیتوں میں ارشاد فرمایا ہے اور اللہ کی قدرت کی نشانیاں تو آسمان و زمین میں بے شمار ہیں، یہاں اُن میں سے ایسی چار چیزوں کا ذکر فرمایا جو عرب کے بادیہ نشین لوگوں کے مناسب حال ہیں کہ وہ اونٹوں پر سوار ہو کر بڑے بڑے سفر طے کرتے ہیں اسوقت اُن کے سب سے زیادہ قریب اونٹ ہوتا ہے اوپر آسمان اور نیچے زمین اور دائیں بائیں اور آگے پیچھے پہاڑوں کا سلسلہ ہوتا ہے انھیں چاروں چیزوں میں ان کو غور کرنے کا حکم دیا گیا کہ دوسری آیات قدرت کو بھی چھوڑو انھیں چار چیزوں میں غور کرو تو حق تعالیٰ کی ہر چیز پر قدرتِ کاملہ کا مشاہدہ ہو جائے گا ۔

اور جانوروں میں اونٹ کی کچھ ایسی خصوصیات بھی ہیں جو خاص طور سے غور کرنے والے کیلئے حق تعالیٰ کی حکمت و قدرت کا آئینہ بن سکتی ہیں ۔ اول تو عرب میں سب سے زیادہ بڑا جانور اپنے ڈیل ڈول کے اعتبار سے اونٹ ہی ہے، ہاتھی وہاں ہوتا نہیں دوسرے حق تعالیٰ نے اس عظیم الجثہ جانور کو ایسا بنا دیا ہے کہ عرب کے بدو اور غریب مفلس آدمی بھی اس اتنے بڑے جانور کے پالنے رکھنے میں کوئی مشکل محسوس نہ کریں کیونکہ

اسکو چھوڑ دیجئے تو یہ اپنا پیٹ خود بھر لیگا اونچے درختوں کے پتے توڑنے کی زحمت بھی آپ کو نہیں کرنا پڑتی یہ خود درختوں کی شاخیں کھا کر گزارہ کر لیتا ہے، ہاتھی اور دوسرے جانوروں کی سی اس کی خوراک نہیں جو بڑی گراں پڑتی ہے ۔ عرب کے جنگلوں میں پانی ایک بہت ہی کمیاب چیز ہے، ہر جگہ ہر وقت نہیں ملتا ۔ قدرت نے اسکے پیٹ میں ایک ریزرو ٹنکی ایسی لگا دی ہے کہ سات آٹھ روز کا پانی پی کر یہ اُس ٹنکی میں محفوظ کر لیتا ہے، اور تدریجی رفتار سے وہ اس کی پانی کی ضرورت کو پورا کر دیتا ہے ۔ اتنے اونچے جانور پر سوار ہونے کے لئے سیڑھی لگانا پڑتی مگر قدرت نے اسکے پاؤں کو تین تہ میں تقسیم کر دیا یعنی ہر پاؤں میں دو گھٹنے بنا دیئے کہ وہ طے کر کے بیٹھ جاتا ہے تو اُس پر چڑھنا اور اُترنا آسان ہو جاتا ہے ۔ محنت کش اتنا ہے کہ سب جانوروں سے زیادہ بوجھ اُٹھا لیتا ہے ۔ عرب کے میدانوں میں دن کا سفر دھوپ کی وجہ سے سخت مشکل ہے قدرت نے اس جانور کو رات بھر چلنے کا عادی بنا دیا ہے ۔ مسکین طبع ایسا ہے کہ ایک لڑکی بچی اُس کی مہار پکڑ کر جہاں چاہے لیجائے اس کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات ہیں جو انسان کو حق تعالیٰ کی قدرت و حکمت بالغہ کا سبق دیتی ہیں ۔ آخر سورت میں رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے فرمایا کہ آپ کو ہم نے اس پر مسلط نہیں کیا کہ سب کو مؤمن ہی بنا دیں لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ بلکہ آپ کا کام تبلیغ کرنے اور نصیحت کرنے کا ہے وہ کرکے آپ بے فکر ہو جائیں، ان کا حساب کتاب اور جزا و سزا سب ہمارا کام ہے ۔

تمّت سورۃ الغاشیہ بحمد اللہ لیلۃ یوم الاثنین ۱۹ شعبان ۱۳۹۱ھ